روشنی سی

فاروق آفاق

فاروق آفاق

کی اردو اور کشمیری غزلوں کا مجموعہ

شعاعِ اول کی

روشنی سی

مرتّب: ظہور زاہد

کتاب کا نام : شعاعِ اول کی روشنی سی

مصنف : فاروق آفاق

پہلی اشاعت : ستمبر 2022

سرورق : سید اظہر

کمپیوٹر کمپوزنگ : سید ضمیر اندرابی

قیمت :Rs.500

پرنٹر پبلشر : آرگس وجن، ابراہیم کالونی، حیدر پورہ، سرینگر، کشمیر

انتساب

فاروق آفاق کے محبّوں کے نام

عرض مرتب

فاروق آفاق کی وفات نے ایک ذمہ داری مجھ پر یہ عائد کردی کہ میں ان کا کلام اکٹھا کر کے ایک کتابی صورت میں ان کے چاہنے والوں کے لئے شائع کروں۔ یہ کام ان کی حیات میں ان کے ہی ہاتھوں سرانجام ہونا چاہئیے تھا، لیکن وہ میرے اصرار کے باوجود اس کام کو ٹالتے رہے۔ یہ جھجھک شاید ان کی کم گوئی کی وجہ سے تھی۔ کلام اکٹھا کرتے کرتے معلوم ہوا کہ انہوں نے اردو کشمیری دونوں زبانوں میں اچھی خاصی غزلیں کہی ہیں۔ اگر کچھ کلام رہ گیا ہو، آگے شامل کیا جائے گا۔ فاروق چونکہ بنیادی طور پر اردو زبان میں لکھتے تھے، ہم نے کتاب کا میڈیم اردو ہی رکھا۔ ان کی شاعری کو ادبی حلقوں میں بہت سراہا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کتاب کو بھی اردو و کشمیری ادبی حلقوں میں حق بجانب پذیرائی ملے گی۔

فاروق میرے کزن تھے لیکن اس سے بڑھ کر وہ میرے ایک پر خلوص اور پر اعتماد دوست تھے۔ اس مجموعے کو شائع کرنا میرا فرض تھا اور قرض بھی۔ قرض اس کی بے لوث دوستی کا۔ اس کتاب کی ترتیب میں ان کے دوست منیب الرحمن نے میرا ہاتھ بٹایا جس کے لئے میں ان کا بے حد مشکور ہوں۔

ظہور زاہد
سرینگر، ستمبر ۲۰۲۲

فہرست

حصہ اول ۔ اردو

حصہ دوم ۔ کشمیری

حصہ اول: اردو

اک بار پھر سے چل کے ہوا دھیمی چال آ
گرتے ہوئے شجر کا سکوں کر بحال آ

ویراں پڑا ہے کب سے مرے دل کا یہ مکاں
بجلی سی اک گرا کے جلا یا سنبھال آ

اتنا ہے ناز خود پہ تو ہوجائے فیصلہ
اے دھوپ مرے جسم کا پانی ابال آ

ایسا نہ ہو کہ پھر سے اتر آوں سطح پر
تو ایک بار گیند سا اوپر اچھال آ

ہے صرف ترے وار کا آفاق منتظر
تلوار کو نیام سے باہر نکال آ

آنگن کا شجر چھت کے برابر نہیں آتا
اک سنگ بھی دیوار کے اندر نہیں آتا

حالانکہ حوالے تو تیرے خوب ہیں لیکن
آنکھوں میں مری جھیل کا منظر نہیں آتا

یوں سمتِ سفر روز بدلنا نہیں اچھا
صحرا میں اگر میل کا پتھر نہیں آتا

اس اونچی حویلی کی فصیلوں سے الجھ کر
بھولے سے کبھی یاد کا لشکر نہیں آتا

چہرے ہیں شناسا تو گلی روندی ہوئی ہے
بستی ہے وہی پھر بھی مرا گھر نہیں آتا

مسلسل بارشوں سے بھی یہ صحرا نم نہیں ہوتا
جنوں ایسا صلیبِ وقت پر بھی کم نہیں ہوتا

کوئی پیغام خوشبو کا، محبت کا، مروّت کا
دِلوں کے زخم بھرنے کا کوئی مرہم نہیں ہوتا

اسے حالات نے میری طرح خود سر بنا ڈالا
یہ چشمہ جو کسی دریا میں جا کر ضم نہیں ہوتا

ابھی سے کس لئے کانٹے بچھائے ہیں رقابت کے
کہ خوشبو بانٹنے کا کون سا موسم نہیں ہوتا

خبر سے اشتہاروں تک بھیانک موت ہوتی ہے
لہو کے رنگ سے خالی کوئی البم نہیں ہوتا

ہمارا کیا ہے ہم تو ہر گھڑی مر مر کے جیتے ہیں
قفس کے ان پرندوں کا کوئی ماتم نہیں ہوتا

وہ اپنی لاش ٹھکانے لگانے نکلا تھا
ہوا کے دوش پہ زور آزمانے نکلا تھا

لبوں پہ مہر خموشی نظر میں ابر رواں
وہ شخص پیاس کا صحرا بجھانے نکلا تھا

گو آشنا تھا زمانے کی سرد مہری سے
وہ پھر بھی تیرہ خموشی جگانے نکلا تھا

ذرا سی موج نے حلیہ بگاڑ کے رکھا
وہ ٹھہری جھیل پہ منظر اگانے نکلا تھا

ہنسی مذاق سے سنجیدگی کی اور بڑھا
گئی رتوں کی کہانی سنانے نکلا تھا

گونجتے غاروں کا کتنا دھیان تھا
فاصلوں کو پاٹنا آسان تھا

ہوچکا میں روزنِ شب کا اسیر
دو قدم پر دن کا روشندان تھا

آندھیوں نے رکھ لیا آخر بھرم
دشتِ خواہش اس قدر گنجان تھا

ہر صدا پر پھڑ پھڑا کر رہ گئی
نیم شب کا پھر وہی زندان تھا

مسئلہ تھا ہی نہیں ترسیل کا
زیست کا قصّہ بلا عنوان تھا

الٹا بھنور کے پھیر میں چہرہ گنوا دیا
وہ پاٹنے چلا تھا کناروں کا فاصلہ

رنگ وفا ہو جن میں نہ خوشبو خلوص کی
وعدوں کے پھول روز بکھرتے ہیں جا بجا

اپنی سدا بہار ہوس کے حصول میں
کچے ثمر چرا کے بھی وہ مطمئن نہ تھا

گزرے ہوئے دنوں کے دریچے سے جھانک لے
سایہ صفت وہ کون دوراہے پہ رک گیا

آنکھوں کے یہ چراغ جلا کر بھی کیا کروں
وہ دشت نیم شب سے گزرتا ہے بے صدا

ایک سایہ دُور سے دیکھا بہت اچھا لگا
پاس جا کے غور سے دیکھا تو آئینہ لگا

ایک تو ہی آسمان میں اے خدا تنہا نہیں
اِس زمین پر تو مجھے ہر شخص ہی تنہا لگا

بھیڑ، شور و غل تھا ہر سو خوف تھا چھایا ہوا
گھر سے باہر جو میں نکلا سر پہ پتھر آ لگا

اس سے پہلے پیڑ نے پھل خود کہاں ٹپکا دیے
جب تلک نہ شاخ پر پتھر ہمارا جا لگا

اپنی کچھ مت پوچھ جیسا تھا ہمیں ویسا لگا
تو بتا، آفاق کیسا، ایسا یا ویسا لگا

صدا دے گا مجھے اور خواب ہوگا
اماوس کی طرح مہتاب ہوگا

وہ جس میں فصل خنجر اُگ رہی ہے
وہی خطّہ اگر سیراب ہوگا

دریچہ بند ہے آہٹ نہ سایہ
بھٹکتا کس گلی میں خواب ہوگا

بجھا دے چاند تارے بھی بجھا دے
ہماری راہ میں شب تاب ہوگا

پہاڑوں کا سفر باقی رہے گا
زمیں پر ہر طرف سیلاب ہوگا

لمسِ اوّل کا طائر تنہائی تک جھیلے گا
تم چاہو تو یہ موسم بھی خوشبو خوشبو مہکے گا

ورثے میں یہ کھیل ملا ہے اسکو اپنے پرکھوں سے
ننھا شہزادہ تتلی کا پیچھا کیسے چھوڑے گا

جھیل کنارے پہروں کنکر پانی میں پھینکا کرنا
ڈھلتے سورج کا منظر اب کس سے دیکھا جائے گا

بیتی باتیں دہرانے سے کیا حاصل سمجھا کر خود
میرے پیچھے جو دکھ جھیلے رو رو کر دہرائے گا

سنّاٹے کی ریت بچھا کر سڑکوں پر فاروق آفاق
لوگوں کا سیلاب نہ جانے کس بستی سے گزرے گا

ممکن ہے وہ حصار سے باہر بھی آئیگا
الزام خود سری کا مرے سر بھی آئیگا

میں ہی نکل پڑوں گا کسی اور راہ پر
اندھے سفر میں میل کا پتھر بھی آئیگا

یہ بھی تو ہے کہ خواب سرابوں کی تاک میں
پانی ہمارے قد کے برابر بھی آئیگا

نکلیں گے چاند تارے اُسی آن بان سے
سورج غروب ہونے کا منظر بھی آئیگا

بے موسم کا بادل آنگن بھر پانی لے آئے گا
سورج بھول سے نکلا بھی تو طغیانی لے آئے گا

شب بوسیدہ کمرے میں کاغذ کے پھول سجائے گی
صبح ہوا کا جھونکا خوشبو انجانی لے آئے گا

بھیگ نہ جائیں کپڑے بھی اور دریا کو بھی پار کروں
اس مشروط رفاقت میں جو آسانی لے آئے گا

ایک طرف سے زور ہوا کا ایک طرف پتے خودسر
موسم آنگن پیڑ پہ کتنی ویرانی لے آئے گا

آج نہیں تو کل الہام کا شہزادہ فاروق آفاق
اسپِ تخیّل پر شہکاروں کی رانی لے آئے گا

خونیں آسماں سے نگاہوں کا سلسلہ
اچھا ہوا روانہ پرندوں کا قافلہ

چھت سے ٹپک کے رینگتی نالی میں آ گرا
دریا سے ہو کے گہرے سمندر سے جا ملا

ایسا لگا کہ موجِ ہوا آس پاس ہے
دشتِ طلب میں جب کہیں پتہ کوئی ہلا

پیچھے پلٹ کے دیکھتا ہوں مشتعل ہجوم
آگے کہ بند ہوتی دکانوں کا سلسلہ

جتنا غبارِ راہ تھا، منزل پہ اٹ گیا
تحریک بھی سفر کی نہ دی اور پلٹ گیا

اک ایک کرکے چھوڑ گئے ساتھ ہمسفر
ایسا جنون تھا کہ اکیلا ہی ڈٹ گیا

دیکھا تو ایک پیاس کا صحرا تھا بیکراں
سوچا کہ ایک وصل کا بادل تھا چھٹ گیا

طوفاں سے قبل کی سی خموشی ہے شہر میں
جو کاروانِ شوق تھا رستے سے ہٹ گیا

ساحل کی ریت اُڑنے لگی دور دور تک
پانی جو تھا وہ ایک بھنور میں سمٹ گیا

اس سے تو مختلف بھی نہیں ہے مرا وجود
اک پیڑ ہے جو شاخِ ثمرور سے کٹ گیا

رکھتا بھی کیا امید کسی سے امان کی
اونچا چنار اپنی نظر میں ہی گھٹ گیا

زمین کے بعد ترا آسمان چھوڑ گیا
میں پر شکستہ پرندہ اُڑان چھوڑ گیا

وہ دے چکا ہے مجھے اعتماد کی خوشبو
میں برگِ گُل کو اگر بے نشان چھوڑ گیا

ترے بدن کا جزیرہ صدائیں دیتا ہے
ہوا کا ساتھ مگر بادبان چھوڑ گیا

نہ کوئی میل کا پتھر، نہ روشنی کی کرن
یہ نیم شب کو کہاں مہربان چھوڑ گیا

اب اس کو پاٹنے کی کش مکش میں دونوں ہیں
اک ایسا فاصلہ وہ درمیان چھوڑ گیا

ایسا ہوا کہ پیر اچانک پھسل گیا
ماضی کا سانپ آج بھی ڈس کر نکل گیا

میری نواح میں وہ دھمکتا تھا رات دن
میں نے اسے چھوا بھی نہیں اور پگھل گیا

مجھ کو خبر ہوئی نہ تجھے شک ہوا کہ یوں
کروٹ زمیں بدل گئی موسم بدل گیا

آفاق شعر کہہ کے ہوا میں اڑا نہ دے
وہ دور شاعری تو کبھی کا نکل گیا

ابرِ سیاہ کا پیڑ پسِ مہر کھو گیا
حالانکہ اک پرند پروں کو بھگو گیا

موہوم عکس تھا وہ تصّور کی جھیل کا
اور وہ غریب مفت میں آنکھیں بھگو گیا

جنگل کی خلوتوں میں عجب اک گلاب تھا
خوشبو بدن کی تند ہوا میں پرو گیا

گمنامیوں کے غار سے مجھ کو نکال کر
روشن خیال نام کی تختی میں کھو گیا

امید تو نہیں تھی مگر یوں بھی ہوگیا
خوابوں کی طرح کوئی اجالوں میں کھو گیا

جب تک تھا میرے ہاتھ میں وہ ہاتھ پھول تھا
چھوٹا تو دِل میں سینکڑوں کانٹے چبھو گیا

کوئی بچھڑتے وقت نشانی کے نام پر
آنکھوں میں آنسوؤں کی عجب فصل بو گیا

کیا جانے یہ سکون ہے یا دِل کی موت ہے
آنسو تمام تھم گئے ہر درد سو گیا

ہیں ڈھلتے مناظر نگاہوں میں بند
کہ ٹریفک پڑی شاہراہوں میں بند

کسی طرح تو مجھ کو محسوس کر
کہ ہوں اجنبی صوت راہوں میں بند

بوقتِ ضرورت بہا دے انہیں
جو انمول قطرے ہیں آہوں میں بند

نیا ذہن رکھتے ہوئے ہوگئے
روایت کی نادیدہ باہوں میں بند

رہتے تھے سورجوں سے کبھی محوِ گفتگو
چپ لگ گئی ہے گہری سیہ رات کی طرح

روٹھے تو روٹھنے کی اداؤں سے بے خبر
دے پیار بھی فقیر کو خیرات کی طرح

وعدے یقیں دہانیاں اور پھر یہ بے رخی
الجھا ہوا ہوں شہر کے حالات کی طرح

کبھی میں کُھل نہ سکا کربِ آگہی کی طرح
گلی میں پھیلتی کمرے کی روشنی کی طرح

وطن سے دور ہو کوئی تو ناگزیر بھی ہے
میں اپنے گھر میں بھٹکتا ہوں اجنبی کی طرح

مجھے بھی رینگتے سایوں نے آ لیا ہوتا
دعا قبول ہوئی رسمِ گمرہی کی طرح

شعاعِ لذّتِ اوّل کا ناتمام نشہ
کہ چشم شب میں چمکتا ہے تشنگی کی طرح

گذر گئی وہ اُلجھ کر مثالِ موجِ ہوا
جھکا بھی میں تو کسی شاخِ منحنی کی طرح

میں ترے قُرب کے سورج کو نہ ڈھلتا دیکھوں
ہجر کی رات جو آئے تو سویرا دیکھوں

آندھی اٹھتی ہے گذرتی ہے بچا کر دامن
اب کے شاخوں کو ہواؤں سے الجھتا دیکھوں

اس میں مہکے ہیں سدا میری مرادوں کے گلاب
دل کی بستی کو بھلا کیسے اُجڑتا دیکھوں

تو مرا کچھ نہ بگاڑے گا مگر میرے رقیب
اپنے اطراف میں ایک آگ کا دریا دیکھوں

دھوپ جاڑے کی ہے اور میں ہوں عجب الجھن میں
برف گرتی ہے پڑوسی کی مرے آنگن میں

زرد پتّوں کا سفر میرے لئے چھوڑ گیا
بھر کے بادام شگوفوں کو تہی دامن میں

آنکھ اٹھاؤں تو الجھتا ہے ندامت کا دھواں
دیکھ پاتا میں نہیں بھیگے ہوئے درپن میں

جس کی صورت پہ گذرتا ہے فرشتوں کا گماں
اُس کو حاصل جو مہارت ہے بدن کے فن میں

یہ اور بات ہے کہ جیئے جارہا ہوں میں
عرصے سے ورنہ زہر پیئے جارہا ہوں میں

ویسے تو دستیاب ہیں خوشیاں ہزار ہا
ہر غم کو ہی پناہ دیئے جارہا ہوں میں

بستر پہ میرے دھوپ ہے میری ہی منتظر
اور دھوپ سینکنے کے لئے جارہا ہوں میں

ٹکرا کے میرے جسم سے وہ بھی ہوا ہوئی
اب تک ہوا کو قید کئے جارہا ہوں میں

جس شہر سے نہ آئی مروت کی روشنی
اس شہر سے سدا کے لئے جارہا ہوں میں

اسی بہانے کھلا تم پہ بھی کہ کیا ہوں میں
یہ کس نے تم سے کہا تھا کہ پارسا ہوں میں

مجھے نہ ڈھونڈ روایت کے اقتباسوں میں
فضا میں گونجتا اک حرفِ نارسا ہوں میں

نہ کوئی انجمن راحت نہ جگنوؤں کی چمک
چنارِ شب کے تلے دیر سے کھڑا ہوں میں

انا کی تند ہوا کا حصار چاروں طرف
طلب کے پیڑ پہ لکھا تھا دیرپا ہوں میں

مجھے نہ روک سکی پرسکون شعاعِ صدا
وہ یہ سمجھتے رہے برف آشنا ہوں میں

چھڑائے ہاتھ بھی، تھامے دریدہ دامن بھی
عجیب تو ہے مگر خوب ہے یہ الجھن بھی

وہی جھلستے سفر میں بھی سایہ بن کے رہا
وہی جو دے گیا ہے دوریوں کا ساون بھی

کھُلی فضا کے سجائے تھے خواب آنکھوں میں
سِمٹ کے رہ گئے دیوار و در بھی آنگن بھی

وہ جس نے اندھی مسافت کا اہتمام کیا
اُسی کو راس نہ آجائے رات روشن بھی

جو پیش پیش سدا احتجاج میں بھی رہا
یہ گُل بھی اُس نے اجاڑے گلوں کے مسکن بھی

چنار چھاؤں گلوں کی خوشبو ہے اجنبی سی
چمن کی آب و ہوا میں اب کے ہے برہمی سی

وہ دور تھا تو دل آئینے کے ہی روبرو تھا
وہ پاس ہے تو نہ جانے کیا ہے کمی کمی سی

تمہاری جانب تمام رستے دھواں دھواں ہیں
ہمارے آنگن اترنے والی ہے چاندنی سی

ہوا ہی رُخ جب بدل گئی کیا قصور کس کا
سمجھ میں آتی ہے اب پرندوں کی بے رخی سی

میرے لئے ہیں اجڑتے منظر سسکتی آہیں
بنا تمہارے یہ زندگی بھی ہے زندگی سی

طویل کتنی ہو ہجر کی شب بسر بھی ہوگی
قریب تر ہے شعاعِ اول کی روشنی سی

اداسیوں کے سیاہ بادل گرج رہے ہیں
یہ چھٹ گئے تو نکل ہی آئے گی روشنی سی

سائے کے طلب گار پہ سایہ نہیں کرتے
اب پیڑ ہواؤں پہ بھروسہ نہیں کرتے

آنکھوں سے الجھتا ہے ندامت کا دھواں بھی
یوں مانگنے والے کو ٹٹولا نہیں کرتے

اس طرح کئی خواب ادھورے ہی رہیں گے
آنکھوں کو سرِ شام بجھایا نہیں کرتے

مانا کہ کثافت سے بھری پوری فضا ہے
وہ لوگ ہیں خوشبو کا تماشا نہیں کرتے

بے مقصد و بے نام سہی اپنی مسافت
منزل کے نشاں قافلے دیکھا نہیں کرتے

آندھی چلے تو دیکھ کے حیراں نہیں ہوتے
یہ پیڑ کسی طور ہراساں نہیں ہوتے

خوشبو کو بہرحال بکھرنا ہے فضا میں
دیوار و در و بام نگہباں نہیں ہوتے

اب اس سے بڑا المیہ تو ہو نہیں سکتا
سناٹے مرے شہر کے طوفاں نہیں ہوتے

یوں بھی تو شبِ ہجر گذر جائے گی آفاق
ہیں وصل کے جو مرحلے آساں نہیں ہوتے

کھیتوں میں ہر گام بجو کے، اور پیڑوں پر پہرے تھے
کیا جانے معصوم پرندے کب کس شاخ پہ ٹھہرے تھے

رنگ جنوں کا، شوق کی خوشبو پھیلی ہر اک ڈالی میں
پژ مُردہ اور سہمے سہمے جن پھولوں کے چہرے تھے

ایک نے بھی آواز اٹھائی ہو، جب میں مشکل میں تھا
بستی والے سارے جیسے اندھے، گونگے بہرے تھے

خوشبو پر کس کو قابو ہے رنگ پہ کس کا زور چلا
تیرے میرے سپنوں کے بھی دن دو چار سنہرے تھے

کہاں جائیں گے یہ بے راہ تنکے
کہیں اس جھیل کا پانی نہ اترے

نپٹتا کیا بھلا میں روشنی سے
بڑھے ہر سمت سے کالے پرندے

مجھے گھیرے تھیں بے چہرہ ہوائیں
نگاہوں کے دیئے جل بجھ رہے تھے

یہ اسپ دست اپنے ساتھ لے کر
بدن کی سرحدوں کے پار ہولے

روپہلے دن پہ بھاری ہو رہے ہیں
گزشتہ رات کے شاداب لمحے

دن بھی تاریک نظر آئیں گے
لوگ راہوں میں ٹھہر جائیں گے

آس ہوگی وہ مگر آئیں گے
اپنے سایوں سے ہی ڈر جائیں گے

سب کی آنکھوں پہ پڑے گا پردہ
بن کے بجلی وہ اتر جائیں گے

سوکھ جائیں گے سمندر دریا
پھول کانٹوں پہ بکھر جائیں گے

کھلی فضا کی تمنا میں بے قرار چلے
اڑان راس نہ آئی، قفس سنوار چلے

بدن سے پیرہنِ مصلحت اتار چلے
یہ اور بات ہمیں معذرت گذار چلے

ہوا چلے تو کھلے جسم کی حقیقت بھی
کہاں تلک یہ رہِ شوق کا غبار چلے

ہجوم ایسا کہ اطراف کا سراغ نہیں
کہ جلسہ گاہ تلک شامل قطار چلے

گئی رتوں کی طرح لوٹ کر نہ آئیں گے
فلک شناس پرندے جو اب کی بار چلے

ہمارے شہر کے لوگوں کو کیا ہوا آفاق
جسے بھی دیکھئے لے کر وہ انتشار چلے

موج لپکی ہے میری سمت بھنور سے پہلے
بھیگ جاؤں نہ کہیں اذنِ سفر سے پہلے

اب تو رہتے ہیں سدا موجِ ہوا پر پہرے
پیڑ تنہا تھا بہت برگ و ثمر سے پہلے

اس سے پہلے بھی جلائے ہیں ہواؤں میں چراغ
اس سے پہلے نہ بجھا چاند سحر سے پہلے

ایسی آندھی کہ اٹھے دھول دھواں چیخ و پکار
دیکھئے کون نکل آتا ہے گھر سے پہلے

دیکھئے پھر وہ مرے دام لگاتا کیا ہے
آشنا بھی تو کروں دستِ ہنر سے پہلے

گنجان بستیوں کی گھٹن بھی مرے لئے
گہرے سیہ سکوت کا بن بھی مرے لئے

ہر لمس پر ستائش فن بھی مرے لئے
خم دار فاصلوں کی تھکن بھی مرے لئے

میرے لئے ہیں آب رواں کی لطافتیں
ساحل کے خشک وتر کی جلن بھی مرے لئے

خاشاک و خس زمیں کی مسافت بھی میرے نام
پیشانئ فلک پہ شکن بھی مرے لئے

صد رنگ پر کشش وہ پرندوں کی ٹولیاں
بے ربط موسموں کا چلن بھی مرے لئے

سوچوں تو شاخ پر ہوں ابھی سطحِ آب پر
دیکھوں تو اجنبی ہے وطن بھی مرے لئے

خندہ بہ لب ہے سحرِ سماعت کا آئینہ
دستِ کرم میں سنگِ سخن بھی مرے لئے

صد اختلاف تم سے نوازش بھی چاہیئے
اور ہو کڑی جو دھوپ تو بارش بھی چاہیئے

محنت، لگن، خلوص لوازم تو ہیں مگر
پیشہ وری میں کچھ تو نمائش بھی چاہیئے

شاخِ ثمر بھی بوجھ، سہارے بھی لازمی
موجِ ہوائے وقت میں لغزش بھی چاہیئے

موسم نہ بیت جائے کہیں انتظار میں
اب کے وصالِ یار میں سازش بھی چاہیے

کرتا رہوں گا یوں بھی ہُنر کا مظاہرہ
لیکن کبھی کبھی تو ستائش بھی چاہیے

منجمد ہے جھیل کا پانی روانی چاہیئے
اور سمندر کی طرح اک بیکرانی چاہیئے

دیکھنے کو آسماں ہو، اور سننے کو ہوا
ایسے ویرانے میں طاقت آزمانی چاہیئے

رُخ ہوائے وقت نے بدلا بچھڑ کر کھو گئے
اُن پرندوں کا پتہ، کچھ تو نشانی چاہیئے

روشنی سے چھپتے پھرتے ہو در و دیوار میں
گھر کے اندر تو ہوا بھی آنی جانی چاہیئے

آدھی رات کا سنّاٹا پارہ پارہ ہوجاتا ہے
سرگوشی کی لذّت میں گم بے چارہ ہوجاتا ہے

کتّے کے زنجیر گلے میں ہو پیارا بھی لگتا ہے
آنگن سے باہر نکلا تو آوارہ ہوجاتا ہے

اک موہوم خلش پر پکّی دیواریں اٹھ جاتی ہیں
برسوں کے گھر کا پل بھر میں بٹوارہ ہوجاتا ہے

تدبیروں کے دھاگے آپس میں الجھے رہ جاتے ہیں
کاری گر کا ہاتھ اچانک ناکارہ ہوجاتا ہے

آنکھوں سے اوجھل ہونے تک شاخیں ہلتی رہتی ہیں
اور دو چار پرندے سے پھر طیّارہ ہوجاتا ہے

باہر دھوپ سنہری اندر پانی گرتا رہتا ہے
کوئی بھی موسم ہو میرے گھر میں جاڑا رہتا ہے

اُسکو بھی خوش فہمی ہے وہ اک دن لوٹ کے آئیگا
اک چہرہ تصویر بنا کھڑکی سے چپکا رہتا ہے

ایک شجر کی دو شاخوں کا ملنا اور بچھڑنا کیا
ایک ہوا کی زد پر ایک پہ دھوپ کا سایہ رہتا ہے

جب سے دھول دھواں کثرت سے پھیل رہا ہے بستی میں
صحن، گلی کوچوں کے حصے میں سناٹا رہتا ہے

جھیل کی آتی جاتی لہروں میں ہر پل فاروق آفاق
بہتا خواب جزیرہ بھی ہچکولے کھاتا رہتا ہے

شور شرابہ رہ رہ کر سناٹے سے یہ کہتا ہے
کھٹا، میٹھا، کڑوا سہنا اور خاموش بھی رہنا ہے

شادی کا ہنگامہ، تحفہ یا قیمت ہو کرسی کی
نوکر ہو مہمان ہو سب کا اپنا اپنا حصہ ہے

ایسے بھی ہیں لوگ بظاہر گھل مِل کے جو رہتے ہیں
ایک ہی چھت اور اُسکے نیچے اجنبیوں کا ڈیرا ہے

رنگ وفا کا شوق کی خوشبو ہو جس میں وہ پھول کہاں
آج کے ہر بازار میں یارو کھوٹا سکّہ چلتا ہے

سکّوں کی جھنکار کے آگے خون کی قیمت خاک نہیں
جو جتنے پانی کے اندر اتنا ہی وہ پیاسا ہے

یہ کیا ہوا کہ ہر طرف غبار ہی غبار ہے
وہ کون تھا، چلا گیا، فضا بھی سوگوار ہے

مہک تمہاری یاد کی بکھر گئی ہے جا بجا
بدن کی شاخ شاخ پر عجیب سا خمار ہے

بچھڑ کے لوگ پھر ملے، بچھڑ گئے تو چار پل
چمن اداس اداس ہے، صبا بھی بے قرار ہے

یہ کونسا مقام ہے، خلا بھی خوشگوار ہے
یہ آج میرے جسم و جاں میں کیسا انتشار ہے

رکوں تو ایک ہمسفر چلوں تو کتنے فاصلے
نہ جانے میرے فیصلوں پہ کس کا اختیار ہے

اچھا نہیں رفاقتوں میں پیش و پس رہے
تھوڑی بہت خلوص میں شامل ہوس رہے

چن چن کے سارے پھول گئے لے کے پیش رو
پھر گلستان میں میرے لئے خاروخس رہے

ہر شے مرے لئے ہے تیری مانتا ہوں میں
لیکن خیال و خواب پہ بھی دسترس رہے

کچھ صورتِ وصال کریں میرے ہم نشیں
دِل کے معاملے میں بڑے نا ترس رہے

وہ پر کھلی فضا میں کہیں تولنے نہ دے
ہم پھر بھی خوش نصیب ہیں کہ بے قفس رہے

بھنور بھی پیاس بھی موجوں کا سلسلہ بھی ہے
یہ ریت بھیگنے سے رہ گئی ہوا بھی ہے

خوشی بھی ہوتی ہے یہ جان کر تعجب بھی
لبِ رقیب پہ اک پھول سی دعا بھی ہے

نہ راس آئے چمن کی ہوا پرندوں کو
فلک شناس پہاڑوں کا آسرا بھی ہے

جو زخم دینے پہ آئے تو خوب دیتا ہے
وہی جو کربِ محبت سے مبتلا بھی ہے

نہ اب کے ابر رواں ہے نہ دشت کا عالم
یہ مور خوب سمجھتا ہے ناچتا بھی ہے

دھواں کہیں ہو، گھٹن سی کہیں پہ ہوتی ہے
یہ شہر سنگ بہت درد آشنا بھی ہے

کٹے بھی کیسے سفر وہ کہ اجنبی کی طرح
قدم بڑھاتا بھی ہے، ہاتھ کھینچتا بھی ہے

پانی نہ ہوا دھوپ سے محروم رہی ہے
دھاگوں کے سہارے یہ امر بیل کھڑی ہے

سینے میں ہے دِل اسکے نہ آنکھوں میں نمی ہے
کیا جانئے یہ مورتی کس شے کی بنی ہے

اس شاخِ ثمرور کو بھلا کون بتائے
کیوں بادِ مخالف سے الجھنے پہ تلی ہے

پھر جھیل کے پانی میں کوئی عکس نہ اترے
حالات کی کچھ اس پہ اگر برف جمی ہے

آنکھوں کے چراغوں کو پرکھنا ہی پڑے گا
یہ میل کا پتھر، وہ پراسرار گلی ہے

زمیں پھولوں کی رنگت کھو رہی ہے
ہوا خوشبو روانہ ہو رہی ہے

گھروں میں لوگ سوئے ہیں مگر وہ
حسیں خوابوں کی چادر دھو رہی ہے

ثمر خواہش میں ہر دم جھولتی ہے
وہ ٹہنی بوجھ کتنا ڈھو رہی ہے

بجھاتا ہوں چراغِ چشم اب تو
ہوا پتّوں کو اوڑھے سو رہی ہے

بچھڑ کر اپنے سورج سے اچانک
یہ ساون رُت مسلسل رو رہی ہے

سال نو

کارواں سالِ رواں کا یوں دھواں ہونے لگے
سالِ نو ہر مہرباں پر مہرباں ہونے لگے

فاصلے کم درمیاں ہوں راستے پر پیچ و خم
عزم نو کرتے ہیں دُکھ سُکھ میں رہیں گے ساتھ ہم
چلچلاتی دھوپ اپنا سایباں ہونے لگے
سالِ نو ہر مہرباں پر مہرباں ہونے لگے

اب نہ دہرائے کوئی ماضی کی وہ ناکامیاں
ایک اِک کر کے کریں گے دور اپنی خامیاں
کامیابی ایک بحرِ بیکراں ہونے لگے
سالِ نو ہر مہرباں پر مہرباں ہونے لگے

اے خدا اِس سر زمیں پر امن و استحکام ہو
اہلِ دِل اہلِ نظر کا اتنا اونچا نام ہو
ذرہ ذرہ اس چمن کا کہکشاں ہونے لگے
سالِ نو ہر مہرباں پر مہرباں ہونے لگے

کارواں سالِ رواں کا یوں دھواں ہونے لگے
سالِ نو ہر مہرباں پر مہرباں ہونے لگے

عورت تیری کہانی

پیڑ کی چھاؤں پھول کی خوشبو اور تو بہتا پانی ہے
خاک بسر بھی، تخت نشین بھی، عورت تیری کہانی ہے

گھر گھر کی بنیاد بھی تو، آنگن بھی تو، منزل بھی تو
رشتوں کے بہتے دریا کا پانی تو ساحل بھی تو
تو منظر چڑھتے سورج کا، تجھ سے شام سہانی ہے
خاک بسر بھی، تخت نشین بھی، عورت تیری کہانی ہے
پیڑ کی چھاؤں پھول کی خوشبو اور تو بہتا پانی ہے

ہر شعبے میں، ہر فن پر قدرت ہے، مالا مال ہے تو

اور زمانے کے ہاتھوں ہر صورت میں پامال ہے تو

انتھک محنت اور لگن میں خوب ہے تو لاثانی ہے

خاک بسر بھی، تخت نشین بھی، عورت تیری کہانی ہے

پیڑ کی چھاؤں پھول کی خوشبو اور تو بہتا پانی ہے

حصہ دوم: کاشر

وتھ گٹ سفر تہٕ کروٹھ اشارے چھِ لاپتا
ژندرک خیال تراو ستارے چھِ لاپتا

رٕدہ رانٹھ تژھ زِ رأو شناخت تہ پأری زان
ویتھ آیہ زیر آب کنارے چھِ لاپتا

اُچھنے دوان اَسی طراوتھ تہ زندگی
تم شوخ دلفریب نظارے چھِ لاپتا

پرژھتھے ہیکو نہ کأنسہِ ہندے کأنسہ پے پتاہ
آنگن مکیں مکانۂ وجارے چھِ لا پتا

گژتام یادِ روزِ اُچھن خواب ناتمام
تم شام تے مقام سہارے چھِ لا پتا

یم خفتہِ پیتھ چھِ خواب تِمو وُچھی بدل بدل
اُسی نندرِ ہتی وجارِ ہشارے چھِ لا پتا

پنجرن اندر تہِ قید چھِ کینہہ دۆرِ نے گرزن
کینہہ جانور دپان بچارے چھِ لا پتا

ڈۆل دوہ سہ آفتاب کجا راتھ از کجا
گٹہٕ پچھ تہٕ زونہٕ خواب کجا راتھ از کجا

یتھ جایہ اۆبرٕ ژھاے تہِ زن أس پتھ ہیوان
سو تہِ آیہ زیرِ آب کجا راتھ از کجا

پۆز ونہٕ چھُس نہٕ وُٹھ بہٕ پھیشاں زیۆ چھےٚ زن کلان
اُپچھرٕے مےٚ چیۆو شراب کجا راتھ از کجا

مژِ نندرِ زن تہٕ اوس سدا لول بأ گران
وژھنے اُچھن نہٕ آب کجا راتھ از کجا

وصلکو بہانہٕ حیلہ کران عیشہٕ موٗت بدن
ہجرس چھُ در عذاب کجا راتھ از کجا

شیہجار لبکھ ہلکہٕ ہوا گرایہ درکھ ما
نوزک ژےٚ بدن چھُے تہٕ نۍ تاپہٕ ہرکھ ما

کھور ڈلنہٕ گمس میانہِ دُبے اوس گژھان دل
تشویش کرکھ کأنسہِ تمِے آیہ پرکھ ما

دِل کرتہٕ خبر کوت سخت آرٕ گنیا ہیو
دورُن ژٕ مےٚ نشہِ یوت یژھکھ تیوت ذرکھ ما

سُے چون مسیحا بہٕ تیمِس نظرِ شفا اوس
اتھِنے ووٕل زہر چھُم ژٕ رلاوکھ تہٕ مرکھ ما

اسمان سے ہیو خواب، طمع زنتہٕ سمندر
وتھ میأنٕز کڈُر کریٹھ دبارے یہ سرکھ ما

برداش گژھیم دیُن سۂ خدا چھُس بہٕ طلبگار
دوے خأر مُژی ووٕنی چھُ ضرورت ژٕ کرکھ ما

ترِژھ ماے محبت زِ وجارن تہِ پھولن پوش
فاروقہٕ خلا بۆڈ چھُ تمی آیہ ترکھ ما

وۄتھرُن کھورن مےٚ پان تہِ ترووُتھ بےٚ انتہا
میٖ ءستیٚ دشمنت تہِ نبووُتھ بےٚ انتہا

دیدار رویہ چانہِ گژھان اوس گاہ بیٚگاہ
دارین درن دیوار بنووُتھ بےٚ انتہا

أنے ژٕنے روبرو نہ نکھے ژھاے میأنۍ وۄنۍ
کمۍ سندِ خیالہِ پان سجووُتھ بےٚ انتہا

اُچھنِ اندر ژےٚ خواب سجأوِتھ زبر مگر
میرِٕ منز دلک سکون رلوٗوُتھ بےٚ انتہا

ونِد أسی تن ووں کوت کُڈُر کریوٗٹھ توتہِ کیا
وہرأژ رود سونتہِ ژےٚ چھووُتھ بےٚ انتہا

کنِزس ژےٚ ہأل شور کنن ہأری پوِشنے
کُنِزس مےٚ سوگ خوب منووُتھ بےٚ انتہا

گتہِ گیور واوِ روٗس چھ غبارس تِتھے یہ چھا
یڑھ تعجلی چھےٚ شاہ سوارس تِتھے یہ چھا

خستے کٔرِتھ دِلس چھُ زمانس وفا کران
ہجرے لیکھِتھ چھُ پختہٕ دیوارس تِتھے یہ چھا

کُس تام بختہٕ بوٚڈ چھُ جلوسس اندر پکان
ووسہٕ دروسہٕ چھےٚ پرأنی پأٹھی شہارس تِتھے یہ چھا

منصب مقام یام لوٚ بُن تام کُس تہِ کیا
لتھ دِتھ ژُلن چھُ دور سہارس تتھے یہ چھا

سروے شہل نہٕ ناگہِ جوٚین ووٚنی کشش چھےٚ کانہہ
لاگنز نوینہٕ پوٚش وجارس تتھے یہ چھا

مصروفیت تہِ پزٕ چھےٚ مگر ییژ انتہا
ستھ سورِ کأنسہِ لولہِ بیمارس تتھے یہ چھا

فاروق اعتماد ہُرُن وتھ چھُ راوران
گرنز پھیرُ بجا چھُ ژٕ ہے نہ شمارس تتھے یہ چھا

مرنۍ برونٹھے مرُن چھُ ژیٚنے تہٕ میٚژ یوت
بس یہ دوریر ذرُن چھُ ژیٚنے تہٕ میٚژ یوت

دارِ بر دِتھ دوٗسن دیوارن ءستی
بول بوشا کرُن چھُ ژیٚنے تہٕ میٚژ یوت

آرہ پلنٕے لیکھتھ چھِ آبہ ملر
نارِ سدرس ترُن چھُ ژیٚنے تہٕ میٚژ یوت

واو ہردک تہِ روزِ گلی موران
سونتہٕ کالے ہرُن چھُ ژیٚنے تہٕ میٚژ یوت

دل تہ بۄ چھُس .راوانے یوت
لۆب ہجرک سامانے یوت

زون تہٕ تارکھ پتھرِس وأرکی
رود اۆبرن بارانے یوت

تمہِ دوہ کوچھِ منز وچھ للوان
تمہِ دوہ گۆو استانے یوت

بوٚنۍ کنہِ کم اَسی نأبِلی نال
ہیٚرِ کنہِ بس اسمانے یوت

وسوٗن آرِ تہٕ کھسونۍ زون
اوٚند پوٚکھ چھُس مأدانے یوت

میٚژ زن پوش نہ سونتہٕ پھُلے
سہٕ تہٕ ہردک مہمانے یوت

لُکھ اَسی سأری خفتہٕ تیٚمتۍ
اکھ بہ تہٕ بیٚیہِ جانانے یوت

کینہہ نتہٕ کینہہ اوُسس پتھ کُن
ما اوس وہم گمانے یوت

باقی سورُے نکھ وولُن
گوٚو تھأوِتھ احسانے یوت

کریم کُس دُدونن سیراب تامتھ
ژٔے پہتہٕ گوٚو روٹہٕ وسُون آب تامتھ

وُٹھن کمجار مُشروو چاۓنٕ ہجرن
اُچھن کامنز چھُ گومت خواب تامتھ

سفر اوسس نصیبس اُف کوٚرُن ما
تھٔکِتھ پیوٚو لوسُون آفتاب تامتھ

پزر پھری پھری وُنن گۄو نار ژاپُن
پتو پھیرِتھ گیم احباب تامتھ

دۄپُن ییلہِ سونتہٕ پھُلیاہ نیرِ سمکھو
ملاقاتِے کۄرُن نایاب تامتھ

رچھن دل کأنسہِ ہند من راورأوتھ
لبکھ کیا زن مٔے ءستیٚن راورأوتھ

پہاڑا راتھ گُنزس اُس وٗہرتھ
حسینن ءستٕ دوہ دیٚن راورأوتھ

پھلے ووٗنی بوزی زیس کرنیرِ کلو نٔے
طفانن ءستٕ بامن راورأوتھ

اسہِ رِنہِ ہونجہِ ییلہِ گل گے پنٔنین خارن ءستی
سونتہٕ ہوا ییراں ییراں وۆتھ آرن ءستی

وڑوٗن جاناوار سہل چھا قید کرُن
ہأل گرٛدھس نا آسنہٕ دوٚسن دیوارن ءستی

پھل ژٕندرا ہِش زون ڈیکس اتھ دِتھ سونچان
کتہِ کۆت واتہِ بہٕ اۆبرٕ لنگن آوارن ءستی

کتھِ کتھِ منز ما آسیم گومت سہو خطا
صحبت چھم نا لجمژ خوش گفتارن ستی

شہہ نے ییلہِ اوسکھ مہلک زہرک تأثیر
راتھ کڈنی چھا سہل کتھا شہمارن ستی

کاغذ ریلہِ پیٹھ متی لیوٗکھ موٗت فاروق آفاق
پتہٕ تتھ خط دِتھ ترأوِن ژھوٹہٕ انبارن ستی

شورِ بدنس چھُ دِل الاوس پیٹھ
زندگی پریتھ ژہِس چھےٚ داوس پیٹھ

پھیرِ تھےٚ پوٚت ہیکو نہٕ برونٹھ پکِتھ
کارواں ووت. تتھ پڑاوس پیٹھ

کیاہ ضروری چھُ ژےٚ وۄتھی پرسان
یُن گژھُن منحصر چھُ کاوس پیٹھ

اسہِ تہِ چھکراوِ زٕرٕری وٕتھرن ءستی
کیاہ بھروسا چھُ ہرِ واوس پیٹھ

دوکھِ فاروق کھیٚکھ پتو لاکن
چھُکھ ژٕ تنبلان کیازِ ناوس پیٹھ

یہ جاے سوے چھےٚ سجاں اَس محلہ خانکۍ پاٚٹھۍ
تھزر زمین لباں اَس آسمانکۍ پاٚٹھۍ

یہ ما خبر تہِ مےٚ تھاٚوِن اراد چھِس بدٕلے
کریس راٚچھ سدا پننہِ جسم و جانکۍ پاٚٹھۍ

یہ سوچنے زِ اما قول کیا قسم کیا گوٚو
سہٕ ووٚتھ تہِ دراو پتو بیوفا زمانکۍ پاٚٹھۍ

یِمن چھُ انگ ہیواں یُن نِواں بہ کرأ لی تُلتھ
زخم زُچھِتھ مےٚ تھوٚم یارِ سندی نشانکی پأٹھی

نہ ژأنکی رے چھےٚ گژھاں نظرِ نے چھےٚ گاشہِ زتی
شہر چھُ از تہِ دِیاں زن غریب خانکی پأٹھی

سو اَس آرِ کُنیاہ آبہِ بِنے سو نی ڈُلوان
بہِ زنتہِ سونتہِ ہوا آس ما طوفانکی پأٹھی

جدا گژھن نہٕ اگر اتھ ونو تہِ تیلہِ کیا گوٚو
بہٕ تیر زن سہٕ اتھس کس سنا کمانکی پأٹھی

نندرِ ہوٚت چھُس بۂ اضطرابس منز
پوشہِ مُژ روش یام خوابس منز

سینہٕ مژرِتھ کرِن مے ستین کتھ
بُتھ اگر تھوو تمی حجابس منز

گیر گوٚنہن اندر بۂ تیمی کوٚرنس
پانہٕ شامل سۂ گوٚو ثوابس منز

از تہِ سریہہ چھُم رُمس رُمس چونے
زن چھےٚ خوشبو بُستھ گولابس منز

تار لگہِ ہے تہِ سۆن ووگُن ننہِ ہے
ناو ہینہِ آیہ گِردِ آبس منز

نامہِ لیکھنک زمانہٕ گۆو کرتام
پامہِ روزن مگر جوابس منز

بُتھ چھُ اسناوُنے ووں یتھ رِتھ کنٕز
دل چھُ یتھ ہجرِ کِس عذابس منز

زون گُژھ نیرنی ووں گاہ تراوان
اۆبرِ لنگ ژاو آفتابس منز

ٹارِ کھسنےٚ چھُ مسلہِ فاروقس
وارِ پوشن چھُ انتخابس منز

گوڈے مشہور اوسُکھ دور تامتھ بے شمارن منز
نمایاں کر، کراں گرٛھ پان پننٕے اشتہارن منز

خلوصچ اکھ زمش ماچھے ژٕنے کیا پے زوتہٕ جاں آسُن
سراپا بے وساتے بے وفا چھُکھ جأنی یارن منز

وقت واتیکھ وُڈن یم جانور اکھ پوٚت نظر ما دِن
یہ موسم یہندِ باپتھ جورِ مارن ویرِ وارن منز

کرامتھ ہِش کرامتھ زون تارکھ نب اتھو سورُم
سپُد سورُے کتھو روٗ ستےٗ اُچھو کھوریوٗ اشارن منز

مژر کرنس تہِ تاپس آفتابس ہیو تژر آسُن
کُنیر کھٹہراوِ ہے کھور وُڈرِنے مرگن تہِ آرن منز

تمِس اُسی اُنتھِ روٗ ستے خواب سدرکی آسمانن ہندی
ژِ کوتاہ سادِ چھُکھ تس وَنی دوان دوہِنے دیوارن منز

پتو یِم درایہ سفرس بیٚنہِ تمے درماندِ سڑکن پیٹھ
چھُ دم پھٹی نب تہ زوہِنے حالِ حاٗران اوٚبرِ پارن منز

سوکھ شہلِتھ یٚہنس موکجارا آسُن گوٚژھ
زخمن مرہم کرنس یارا آسُن گوٚژھ

رودِ جرین منز کُلی ژھیدِنس بس آسنہٕ اَسی
اسہِ دون برونہہ کنہِ دزوٗن نارا آسُن گوٚژھ

ژرژن والین یور نہٕ نظرے پلہِ ہے زانہہ
خستہٕ مکانس تیٚتھ دیوارا آسُن گوٚژھ

ژھرٕٹہ ژھرٹھ کرُون آب چھُ سأ لس اکساوان
سٕدرٕ وٕچھس کُن وٕصلس تارا آسُن گوٚژھ

دِل کین پارن منز یتھ سأری کرٕہن جاے
لولہٕ متین تیُتھ قولہٕ قرارا آسُن گوٚژھ

لوکہ ہجوما شور تہٕ بانبر ہارُن تاپھ
ون یارین ہند اکھ شہجارا آسُن گوٚژھ

غم فکرونش دور شرٚین ہند آلہٕ کرینڈل
اسہٕ وُن گندُون سُے لوکچارا آسُن گوٚژھ

یادن پھُلیاہ چھاوان رودس
غم ہجرک ویتراوان رودس

راتس راتس تھنز ے فکرے
تارکھ بلو گنز راوان رودس

ژنہِ پھلہِ ستین پننہ وتھرن پیٹھ
ناو لیکھِتھ نہناوان رودس

ہردس زردی چھاواں رودس
سونتہٕ گُلن مژراوان رودس

دِلہٕ کس اٚنس منز بتھی راون پرتو تراوَن متبأ دل
سونتہٕ کُلین بدٕلے سگناوَن پھلیا چھاوَن متبأ دل

ساأری رنگ زن خوشونی شس شس اوسُکھ وفہک رنگ
گُلو نی پانس ءستین واأٹھ ہردکی واوَن متبأ دل

پوشے ورشن قدمس قدمس صدمس کمی کر دیتُم ساتھ
روشن توشن تیلہِ گژھِ پوشن ییلہِ منساوَن متبأ دل

بالہٕ اپأرم پڑھی ییلہٕ واتن ادٕ وچھنی گرٛھٕ سأنی شان
منٛہ کس ونہٕ ہے نارا زالن تن وشناوَن متبأ دل

جایہٕ مندورین راتہٕ موغل بیٚہٕ ہالو آسن عیش کران
سأنی شناخت سأنی شرافت گوڑٕ نہناوَن متبأ دل

سفرٕ چ اکھ اکھ کتھ دوہراون باون کتھٕ گوٚ ومندنین شام
نندرے ہتی ہے ہے یی زامن تس وزناوَن متبأ دل

فاروق آفاقن ہے پھیری کألی ژٕنے راوی ہوش تہٕ حال
کنٕرس لرٕ لوٚر ٹھوٚرکیا تھاوکھ بیرٕ منز راوَن متبأ دل

لنجہِ لنجہِ پھیرُن فطرت تہنزِ ے، تہندِس کھسنس آے بدل
پھل پھلی کھیٚنسے جاناوارن ٹینہِ پشس پیٹھ جاے بدل

پرژھیٚون ہیووڈنی ہِ بے چھُس گومت، کتہِ چھُس پننین جامن منز
ژیٚی زن پانس لرِ لوٚر تھاأ وتھ متباأ دِل اکھ ژھاے بدل

پھری پھری حیلہِ بہانے کرنس، مرنس تامتھ واتی کُس
خوش فہمی، غفلت گے وقتس نتہِ کر آ ٔسم راے بدل

پردن پتہٕ کنہٕ روے چھپاوٕن، نوی نوی رخ تبدیل کرنہٕ
پکنس چانٕس تراے الگ، ووٕنہٕ دلسے چھیٚ دبراے بدل

اکھ مسلا گوٚژھ آسُن ونہو شاید ما لگہٕ شاۓ ٹھس واٹھ
فاروق آفاقس کتہٕ تھاۓ وِتھ اُنزرنہٕ گنزرنہٕ نیاے بدل

بدن تاپہِ زأۍلتھ چھُ بأرش کران
سیٹھاہ کال ووتس نوأزش کران

گِہے زو تہٕ جان ژِ ے تھوان آیتن
گِہے ژِ ے چھہم آزمائش کران

تِہے زن کنڈِ تھ چھس مےٚ کُن توتہِ کیا
رقیبس چھُ اکثر سفأرش کران

دلس کری زِ کیا دل چھُ معصوم شُر
عجب کیا چھُ ظأہر چھُ خأہش کران

نہ چھُس رنگ خوشُون نہ مشکے ژھٹاں
گُلن منز چھُ پانس نمأیش کران

ژوپاسے چھےٚ بستی اندر شورِ بوے
مےٚ چھم تیمبرِ ہلمس بہ گردش کران

دپاں تتھ تہِ ووتھُون چھُ پرسان ہیو
بہ چھُس یتھ شہارس رہأیش کران

دربارس منز واتُن بێیہِ فریاد کرُن
پنجرک جاناوار تہِ چھُم آزاد کرُن

کمی تامتھ مشروس زن تعویز گرِتھ
خاصہِ پنن ڈاین گرِنے ہند یاد کرُن

جایہِ کرێکھ تعمیر سبز شہجارن پیٹھ
پتھ کُن تھووکھ صحراوے آباد کرُن

بتھی پھری پرکل أخر دیاواں جامن چاکھ
بے معنی چھا تمی سند پھیرِتھ واد کرُن

ژٕ تہِ کتہِ روُدٕے چشمن منزووٕنی تیوتاہ سریہہ
مےٚ تہِ چھُنہِ وقتے ژیٚ اندی پکھی برباد کرُن

میانہِ خلوصکو پوش پھوٚلِس کر گلدانس
میون خدا گرژھِ تس پانے ووٚنی شاد کرُن

وصلک موسم ضایع کرُن
ربّ گرٕ ھِ پنٕنے سایہ کرُن

ووگنس پیٹھ پیٹھ نظرا دٕ
سون سرِ نوِ نوِ آیہ کرُن

لوٚت گوٚو لوتہِ کھوتہٕ نٮ۪ہ وورُے
پیار کرُن بے وایہ کرُن

تِتھے ہیٚوتُم تیٖتھ ورتوٗوُم
کتھ کیٖت چھُم سرمایہ کرُن

نیٖم شبس چھُم گرِ واتُن
بیٚنہِ چھُم تمہِ سند پایہ کرُن

روخصت ہیٚنہٕ برونٹھہ نالہِ موٚتا
وسُنہِ اوٚش دورایہ کرُن

یِیمہِ ءستین پیٚو پھاس دِلن
کتھ پیٹھ اوُسس بایہ کرُن

واو بُلُن تیٖتھ ہاٲبتھ ناک
کوٚژھُس نہٕ ووٗنی گگرایہ کرُن

سریہہ گرٛھِ آسٕن رُمس رُمس
وُٹھنے پیٹھ کیا مایہ کرُن

لولن ییتۍ نس لوٚب اظہار
قول قسم تتھۍ جایہ کرُن

يی اوٚسس تی تھوٗن پیش
ووٚنۍ کیا پردن ژھایہ کرُن

سہلابس ٹھۆر اکھ سۆتھ اکھ دیوار بنُن
بیۆن بیۆن آوازن گۆژھ کُن اظہار بنُن

سونتہٕ دِتھکھ شہجار تہٕ خوشبودار ہوا
ہردس پیٚمنے وَتھرن اوسا نار بنُن

جورِ چھِ ماراں طرفاتن پڑھی جاناوار
ویتھِ گۆژھ دوہ لوٚستھ سائلانین تار بنُن

کِنڈِ باشا اکھ کرِہو بیٚیہِ از پرأنی پأٹھی
سانین ارمانن گوٚژھ سُے لوکچار بنُن

واو ٹُلن برنزہے منز مطلع صاف کوٚرُن
اوٚبرِ لنگن آوارن کیا آکار بنُن

ازلے لأنِس یِی لیوکھُن تی ویتراوُن
ووپرن ژوپرن باوُن کیا لاچار بنُن

امہِ بروٚنہہ زون تہِ تارکھ وسی پیٚن واپس پھیر
کس اوس أخرکی سنٛدِ ہٹہِ کُے ہار بنُن

سأنی کہانی انجامس نکھ وأتِژے کر
اکھ کردار ہیٚوتُن نا پراسرار بنُن

ژھاین وٕنی دِی دِی اوُسم گراین لاران
یارانے چھا ووٕنی تمۍ سند دیدار بنُن

ژیٚ ستین پرِتھ کانہہ سوکھ دوکھ میٚ بأگُر نا
چونے تعلق ہیۆتم اکھ بۆڈ بار بنُن

پھاس دِلن ہے تروٗن أخر پرووٗن کیا
دون درِنے منز باگ اٹل دیوار بنُن

ذہن ہمیشہ سرہیُل وصلہ کی خیالہِ تھوُن
بدن محال چھُنا از تہِ تمی حالہِ تھوُن

مدے گنڈِتھ سۂ وُچھن چون میأنی مارے برنی
اگر نہ پوش دِلس کیا امیک ملالہِ تھوُن

وتن سۂ پان متھُن میأنی ہے اشارس پیٹھ
مولل تہ بیش بہا مال میٖ حوالہِ تھوُن

دِلس زِ گراے لکِتھ اوٚش کہ وانہِ نال جرُن

بٹُن مےٚ پینتہِ پتے پینتہِ چون نالہِ تھوُن

زرن نہ غم تہِ مصیبت مرُن نہ ہاوُن میون

زِ دام چیتھ سہُ مےٚ نِش چون چایہ پیالہِ تھوُن

سہُ گاش پھولنہِ پیٹھے یکوٹے اسُن تہِ کندُن

سہُ نیب دوٚیمہِ دِہک دیُن تہِ وعدِ کالہِ تھوُن

ہیکِتھ سہُ ییتھ زخم دِی دِین بہٕ ویتراوکھ

سہُ میون یار وتے وارِ زوالجلالہِ تھوُن

مۍُل گۆو شورس نارس سُے شہلاوُن ووٕنۍ
بێییہٕ کُس نیاے چھُ ہمساین انزراوُن ووٕنۍ

ہردٕنۍ زردی ویتراوُن کیت میون چمن
مولا بوزِن سونتھ ژٔنے یژھی نے چھاوُن ووٕنۍ

وتہٕ ہاوک شُرۍ لأزی منز اتھ ترأوِتھ گۆو
زانہٕ خدا بێییہٕ کُس کُس چھُس مژراوُن ووٕنۍ

برنزےہے منز زن سوزُے بازر خائلی گوٚو
گرِنش وأنتھ یہ تہِ زن ہیوٚتنس راوُن ووٗنی

گاش پنِس ووٗنی ژہی کزتامتھ باقی رودی
خوابن ہنز مہرینی ولی ولی وزناوُن ووٗنی

وقتس پیٹھ زن ژھاے وجودس دور ژلان
عام رسم پوٚت کال پنٕن مشراوُن ووٗنی

پننِس ناوس لرِ لیوکھُتھ فاروق آفاق
رژھرِتھ تھاوُن مرضی پچھے نہناوُن ووٗنی

سونتہٕ کالک انتظارے ما کۆرُن مغرور گۆو
آنتہٕ کٲژ سے تام گُل پھلی یام نظرو دور گۆو

سینہٕ مژرِتھ تھاوِ ہے زانہہ کٲلی پانس نش مگر
فرصتھے ما روز تس ووٕنی تیوت سُے مشہور گۆو

پوشہِ وُتھرن منز سوالس واو ہیو شوبیاہ جواب
خوابہٕ نِے ہند آٔنہٕ زن وسی پیۆو تہٕ چکنا چور گۆو

تمی سنزن نظرن اندر اوُسس بہ اکھ کیوٚم کریل ہیو
زال وونن میانہِ باپتھ تتھی اندر محصور گوٚو

اٰخرس کیا آو حاٲصل یوت بوٚڈ سودا کٔرِتھ
گژھِ پچھچ اکھ راتھ تنہا بیٚنہِ سحر بے نور گوٚو

دارِ بر ترٚوٚپرِتھ ہٕمن دنیا بساوُن بیٚون پنن
زون تارکھ نب سجاٚوِتھ خوابِوے نش دور گوٚو

سوچنے منز نیرِ کیاہ فاروق صاٲبا تراو وونی
ہارِنس تاپس وومیدن پوشہٕ ٹورین سور گوٚو

نہ جلوٕ زونہِ ہندے نۄن نہٕ ووٗزٕ ستارے کانہہ
وُنل چھےٚ گنٛز تہ سحر پھۄل لۄگُس نہ چارے کانہہ

دِلک چمن تہ گُلن خیرٕ و شر چھُ چانی ءستی
ژٕےٚ پتہٕ نہ ٹۄر پھۄلے کانہہ نہ گۄووُ جارے کانہہ

دِلچ چھےٚ کتھ تہ کرزٕ شۄد تہٕ سادٕ لفظن منز
یمگن گری نہ علامت نہ استعارے کانہہ

کنس تہِ گوٚو نہ اگر لوٚت لوٚتے سہٕ گنگراوُن
اُچھو تہِ وُچھ نہ شہل لولہِ ہوٚت نظارے کانہہ

تِمس چھُ وانہٕ پینچِن پیٹھ تِتھے گذارُن دوہ
نفع نہ مولہِ پیٹھے کھیوٚن چھُ سا خسارے کانہہ

چھُ احتجاج تہِ لأزم اگر چھُ حق ژھانڈُن
نہ توڑ پھوڑ کرُن کانہہ نہ دیُن چھُ نعرے کانہہ

نصف چھےٚ راتھ گمژ از تہِ وڈٕ برس ہانکل
ژھٔکتھ چھِ لوکھ تِیمتِ خفتہٕ چھا ہشارے کانہہ

ژٕنے برونہہ تہِ اوس بیہ پژھ وق مگر ووں گوٚو نتھی پھیر
ژٕنے تھوونتھن نہ پتو کأنسہِ ہند سہارے کانہہ

وفا کوٚرتھ نہٕ زوٚرم، ہجرٕچ مےٚ زول کوٚرم
مےٚ زن نہ چون امارے نہ رود خارے کانہہ

یا گۆژھ آسُن سینس منز دل عاہے کانہہ
کیا زن گژھِ ہے پتہٕ اڈٕ دیہے پاہے کانہہ

ساتھا اوس غنیمتھ پتہٕ زن نظرے لَج
اڈٕ ما اوس نصیبس سأنِس شاہے کانہہ

دم پھٹٕر زن اسمان چھُ اوٚبرُن نال وٚلتھ
شیچھ خبرا خوشونی، پھولوٗن پیغاہے کانہہ

تمۍ سندِ وَدنے مدٕ وسہِ ہے وہوٗن ٹُلہٕ نار
عشقس منز زن پچھِنہٕ گومت ناکارٕ ہے کانہہ

میۍ سأری راہ کھأژتھ پانس لۆب کُن رود
وٕنۍ تن کانژھا تس پیٹھ چھا الزاہ ہے کانہہ

پرانیو وۆنمت رب پچھِنہٕ رود پینٛنے ڈیشان
ژھرٕ ہے پیٹھ کیا کرِ کتھ کنٕز بدناہ ہے کانہہ

ژیلہٕ ژیل، شور تہٕ تھکۍ متۍ کُلۍ، دۆدمت شیٖہجار
دٔورین گرٛژنے اَسِن ییٚمہِ کھوتہٕ گاہ ہے کانہہ

لرِ لۆر أسۍ تہٕ سأری أسم پامہٕ دوان
دود دلک ییلہِ وۆتھ خبرے ما آہ ہے کانہہ

نادیدس کیا بلٕز ونہِ ہے فاروق آفاق
وُچھمت اوسا کأنسہِ تہِ خون آشاہ ہے کانہہ

وقتہٕ بروٚنٛھے چھِ گُل ہراں بعضے
یادٕ ووٚترِس چھُ پھیُر لگاں بعضے

پتھ چھِ روزان بس نشانے یأتی
کرألی زخمن چھِنا ووتھاں بعضے

سوچہ کُس یوت بیٚر بارِ اندر
کانہہ دِلس پیٹھ چھُنا ہیواں بعضے

یہ نہ چھُے ژٕیٚ نہ وقتہٕ ہے تقصیر
پرون پرانان تہٕ نٔوو نواں بعضے

چأنی قربت تہٕ چھُم نہ ووٚنی برداش
چون دوریر تہٕ چھُس ذراں بعضے

زون چھا ازٕ تہٕ کالہٕ اوٚبرٕ وٕلتھ
سانہٕ اسمانہٕ چھا کھساں بعضے

کس ونکھ شعر شامہٕ ژھاین منز
دارِ ترٚوٚپرِتھ چھِ لُکھ یہاں بعضے

کوچہٕ پھیرُ ہیو گرٕھاں چھُ شامن بأ گی
وتھ چھُے زن امتحاں ہیواں بعضے

بس یوٚہے دوکھ دِلس چھُ فاروقس
پوٚز چھِ دیدو وُچھِتھ کھٹاں بعضے

کانہہ ہِشر چانین کتھن منز کانہہ تسلسل آسہِ ہے
بالہِ دامن آرِ وسُون یارِ جنگل آسہِ ہے

یتھ اندر خود سوز شمعہا وُنی دِوان زن پونپر ین
تِرُھ دلیلا ونہِ یتھ اکھ گل تہِ بلبل آسہِ ہے

جایہ جایہ بیرِ بازر شور بنیہِ گرد و غبار
سون بچپن مُشدِ آنگن بنیہِ سہٕ تُلہِ گُل آسہِ ہے

از تہِ چھُس پراران تسی یتھ ہارِ نس تاپس اندر
گاسہِ بنہِ منز میأنی پأٹھی تس تہِ تینگل آسہِ ہے

رأتی راتس اُچھ درس گنزرنی چھِ تارکھ خأہشن
کروٹھ دوریر چون ما ذرِ ہا اگر سل آسہِ ہے

کیاہ چھُ گُدران کس سہ ویس سنہِ ہے
کأنسہِ ہند لول تس دِلس سنہِ ہے

کانہہ وتھاہ صورتھا گژھس نیرنٔ
آب امہِ برونہہ زِ آنگنس سنہِ ہے

چون پرتو اُچھن اندر زوتان
چأنٔ خوشبو رُمس رُمس سنہِ ہے

ابتدا ہے دِوان چھُ نہون کل
کاش کُنہِ ساتہِ اٰخرس سنہِ ہے

دراو سفرس وُچھُن نہ پۆت پھیرِتھ
منزلس تام فأصلس سنہِ ہے

اکھ نظم

تمس کیا پتاہ اوس

زسیکہِ ہنداکھ طوفان ییہِ

تہٕ سورے گلستان سپدِ سیکہِ بزی

تہٕ گلستانس سپدِ بنجر

سہٕ اوس شُر

تمس کیا پتاہ اوس

سہٕ اوس زانان گلستان

رنگہٕ رنگہٕ گلوستی سجاون

تہٕ بس

تمس کیا پتاہ اوس

زیتھ زمانس منز چھُ

مرض پأدٕ سپد نہٕ برونہہ

مرضک دوا کرنہٕ یوان

چھیکرس

وۄنۍ مےٚ احساس سپد پننہ شکیبایی ہند

میون اندی پۄک چھُ ڈِہے ڈِہ نہ چھم برونٹھ نہ پتھ

یسی مےٚ رت کونچھ تمی تورِ یہِ بدخواہ زوٗنس

کانہہ تہِ رہ رووون مےٚ پیٹھ ہاے بھروسے کرِ ہے

میانۍ پدی آخ شرپن پختہ وتن سہُ تہِ چھُ اپز

یم سیکستان گلستان گرٛھن سہُ تہِ چھُ اپز

میانۍ ارمان دپاں دراپہ سہُ کیٚتھ دۄ برأوم

ہے یہ دل دراو پتو کریٚتھ تہ سرسأے قبر

وۄنۍ مےٚ احساس سپد پننہ شکیبایی ہند

شیٚے نظمہ

اصل: سلطان اختر

ترجمہ: فاروق آشاق

۱

رأژہنز باہ چھے

لکھ چھِ کھیٚتھ شونکی متر

شہرِ کیٚن انہِ گٹہِ کوچن منز چھِ ساسہ لٹہِ ٹچہ مژن اڈی جن

یو چھ ہتی ہونی ٹکان

۲

گاشہِ رِکس سرس منز

اکھ اُکس چھِ حیرأنیء ستر وچھان

سارنے ہنزن نریٚن پیٹھ چھے سونہٕ ہرِ پکھ لگیٚ وتھ

۳

تمی نیہٕ پننین ییجرن ہنز سرخی یہٕ سارٕی لیٚوتھ
سہٕ چھُ ووٕنی زیٚچھن زردی ین ہندس آرس منز
پوٕنی پوٕنی کریکہٕ دوان

۵

سأری چھِ تھکتھ ژھینٛتھ پیٚمتی
سارنے ہنزن اچھن منز چھُ دِہ
سارنے ہندیٚن وٕٹھن پیٹھ چھےٚ کمہٕ تام زیٹھہِ سفرچ داستان

۶

چخ چھے لاحاصل
آلوفضول
ییتہِ چھُ پرتھ اکھ ژھوپہٕ منز روزی روزی زوٚرگوٚمت

زہ شعر

شکلے سأنٛز چھے غیب گمژ تصویرس منز
فریم چھُ پتھی جایہ اویزاں دیوارس

بہ تہِ چھس ازکل اوری نہ یوری
ژٕنۍ تہِ یادن منز راوُن یژھی نے

شعریات سے متعلق
فاروق آفاق کی چند آرا

یہ قدرتی بات ہے کہ آدمی جو کچھ بھی محسوس کرتا ہے، اسکا اظہار کرنا چاہتا ہے، یہی اظہار مختلف لوگ مختلف انداز سے کرتے ہیں۔ انداز کی اس تفریق کے پسِ پردہ فرد کا مشاہدہ اور حسیّت کارفرما ہوتے ہے۔ جو فرد جس قدر حساس ہوگا اور جسکا مشاہدہ جس قدر گہرا ہوگا، اس کا اظہار اتنا ہی خوبصورت اور برمحل ہوگا۔ اسکے ساتھ ساتھ زبان اظہار کا ایک اہم جز ہے۔ جس کو زبان پر جتنی قدرت ہوگی اسکی تخلیق اُتنی ہی نپی تُلی اور بے جا طوالت سے پاک ہوگی۔

شاعری میرے نزدیک لفظوں کو جوڑنے کا عمل نہیں ہے بلکہ شاعری احساسات وجذبات کی تنظیم کا نام ہے اور یہ غور وفکر کے نتیجے میں ظاہر ہوتی ہے۔ چونکہ میں طبیعتاً کم گو ہوں یہ بھی ایک وجہ ہے کہ میں کسی بھی

دئے ہوئے موضوع یا منصوبہ بند نظریئے کے مطابق شاعری نہیں کرتا ہوں، نہ میں بے جا جدیدیت کا قائل ہوں اور نہ ہی قدامت پرست ہوں۔ لیکن اسکے قطعی یہ معنی نہیں ہیں کہ میں ادبی روایت سے منحرف ہوں یا ادبی سرمائے کے بے جان ہونے پر مُصر ہوں۔ بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ روایت کے تتبع میں ہی اچھی شاعری کی جا سکتی ہے۔ مجھے اپنے ادبی سرمائے پر بھی نظر ہے اور اپنی تخلیقی قوت پر بھی، اس لئے مجھ سے اگر بے وقت کا راگ الاپنے کا مطالبہ کیا جائے تو یہ بڑی بے انصافی ہوگی۔ کیونکہ جب شعر مجھ سے کہلواتا ہے تو میں کہتا ہوں۔

شاعر کو اپنے کلام کے حوالے سے ہی پہچانا اور پرکھا جانا چاہئے۔ اچھا شاعر اپنے کلام میں کچھ ایسے اشارے کرتا ہے کہ جن کو سمجھے بغیر کلام کی تہہ تک نہیں پہنچا جا سکتا ہے۔ کلام میں ہمیشہ ایک تو text اور دوسرا context ہوتا ہے۔ text اور context کے درمیان جو بات اَن کہی رہ جاتی ہے اسکو تلاش کرنا نقاد کا اوّلین ادبی فریضہ ہے۔ اگر نقاد نے تخلیق کو اپنے وضع کردہ اصولوں کی روشنی میں دیکھنا چاہا تو وہ تخلیق سے انصاف نہیں کر پائے گا۔ آجکا نقاد (بعض کو چھوڑ کر) اپنے وضع

کردہ اصولوں کی وساطت سے شاعری کو پہیلی بنا دیتا ہے۔ مجھے اس قسم کے تنقیدی رویّے سے نفرت ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک شاعر کو بحیثیت شاعر اور شاعری کو بحیثیت شاعری لینا چاہیئے۔

شاعری میں ہیئتی تجربے کر کے شاعری کا دامن وسیع کیا جائے تو کسی حد تک گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے اور شاعر اظہار کے تمام وسیلے بروئے کار لانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لیکن میں نثری نظم اور آزاد غزل جیسی اصناف کا قائل نہیں ہوں۔ نثری نظم چونکہ ترکیب ہی متضاد ہے، جب نظم ہو تو نثر کی کیا جوازیت ہے اور اگر نثر ہے تو نظم کہاں سے پیدا ہوتی ہے۔ نثر صرف نثر ہو سکتی ہے اور نظم صرف نظم۔ آزاد غزل گو شعراء کا کہنا ہے کہ وہ اس صنف میں بہتر اور آزادانہ اظہار کر سکتے ہیں۔ اور شاعر زائد الفاظ کے استعمال سے بچ جاتا ہے لیکن اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو اکثر و بیشتر آزاد غزلیں حشو وزائد کی شکار ہو جاتی ہیں اور اکثر آزاد غزلوں کے مصرعے ہی زائد ہیں اور کبھی کبھی تو یہ گمان گزرتا ہے کہ آزاد غزل کا ایک شعر یک مصرعہ ہے۔ مختصراً آزاد غزل، غزل کی نفی ہے۔

میرے نزدیک اچھی شاعری کی پہچان یہ ہے کہ اس میں خیال کی تازگی کو نئی علامتوں، استعاروں اور پیکروں میں خوبصورت انداز میں ڈھال کر کم سے کم اور مناسب الفاظ میں پیش کیا گیا ہو۔ ناصر کاظمی، ظفر اقبال، بشیر بدر اور بانی ان ہی بنیادوں پر میرے پسندیدہ شعراء ہیں۔

ے جن کو لکھنا تھا وہ سب باتیں زبانی ہو گئیں

فاروق آفاق (2021-1957) سرینگر میں پیدا ہوئے۔ کالج پہنچتے ہی انہوں نے ایک طرف محمکہ فوڈ اینڈ سپلائز میں نوکری شروع کی اور دوسری طرف اس شہر کے تمدن اور دانش کی دنیا میں قدم رکھا۔ ادب، تھیٹر، ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلم اور دیگر فنون سے متعلق سرگرمیاں ان کی زندگی کا اٹوٹ حصہ بن گئیں۔ ٹیلی ویژن کے بے شمار سریلز اور ڈراموں کو انہوں نے اپنی اداکاری کی زینت بخشی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اردو اور کشمیری دونوں زبانوں کے جانے پہچانے شاعر تھے۔